اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / سترا ہواں اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز منگل مورخہ 2/ستمبر 2025ء بمطابق ۸/ربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	چیئر پرسنز کا پینل۔	04
4	وقفہ سوالات۔	07
5	رخصت کی درخواستیں۔	18
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	18

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز منگل مورخہ 2/ستمبر 2025ء بمطابق ۸/ربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ۔

بوقت سہ پہر 3 بجکر 50 منٹ پرزیرصدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. السلام علیکم!

کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **اَز** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥٣ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝٥٤ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝٥٥ لا

پارہ نمبر ۲۴ .سورۃ الزُّمر آیات نمبر ۵۳ تا ۵۵

ترجمہ: کہہ دے اے بندو میرے جنھوں نے کہ زیادتی کی ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی گناہ معاف کرنے والا مہربان۔ اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔ اور چلو بہتر بات پر جو اُتری تمہاری طرف تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر عذاب اچانک اور تم کو خبر نہ ہو۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ جی علی مدد صاحب! آپ اُسی پر کچھ بولنا چاہتے ہیں؟

میر علی مدد جتک: جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے میجر رضوان کو شہید کیا گیا اور کل جو ہیلی کاپٹر میں اور آفیسرز شہید ہوگئے ہیں اور بیلہ میں جتنے لوگ شہید ہوگئے اور ہمارے اپنے سی سی ڈی کے انسپکٹر کو پشین میں شہید کیا گیا اِن سب کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ سر! میجر کاکڑ کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے جس کو جبل نور کے قریب شہید کی گیا۔

جناب اسپیکر: اُس کے لیے فاتحہ پہلے ہوچکی ہے۔ any-way چلیں بیٹھیں، جی مولانا صاحب! سب کے لیے فاتحہ خوانی کریں۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔مَیں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے ذیل اراکینِ اسمبلی کو **پینل آف چیئر پرسنز** کے لیے نامزد کرتا ہوں:۔

۱۔ پرنس احمد عمر احمد زئی صاحب۔ ۲۔ جناب زرک خان مندوخیل صاحب۔

۳۔ جناب رحمت صالح بلوچ صاحب۔ ۴۔ میر غلام دستگیر بادینی صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب!point of order

جناب اسپیکر: جی۔

جناب قائد حزب اختلاف: دو ہفتے پہلے ہمارے جمعیت علماء اسلام کے راہنما، جو ہمارے ضلعی سر پرست اعلیٰ بھی ہیں سردار علی محمد قلندرانی صاحب، اُن کے بیٹے کو کراچی سے اُٹھایا گیا ہے، آج تک اُسکا پتہ نہیں ہے کہ اُسکو کیوں اٹھایا گیا ہے اور اُس کا قصور کیا ہے؟ اگر آپ پیچھے چلیں تو 2010ء میں اُنکے تین بیٹوں کو لاپتہ کیا گیا تھا جو آج تک نہ اُن کا پتہ چلا ہے نہ اُن کی لاشیں ملی ہیں۔ تو یہ مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے ساتھ اِس طرح کا ناروا سلوک کرنا اور حال ہی میں چمن میں ہمارے علماء کو شہید کیا گیا اور چاغی میں بھی ہمارے ایک عالم کو شہید کیا گیا، یہ سلسلہ چلتا آرہا ہے مجھے پتہ نہیں کہ جمعیت علماء اسلام کے ساتھ کیوں اِس طرح کا برتاؤ کیا جارہا ہے؟ آیا اِس میں ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ ہے؟ یا جمعیت کو دیوار سے لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ابھی سردار علی محمد کے تین بیٹے، اُس باپ سے پوچھیں جناب اسپیکر صاحب! کہ جس کے تین بیٹے 2010ء میں لے گئے آج پندرہ، سولہ سال ہوگئے ہیں اُن کی لاشوں تک اُن کو نہیں دیا گیا ہے۔ کچھ بھی ہوا اگر اُن کو مارا ہے تو اُن کی لاشیں اُن کے حوالے کی جائیں۔ ابھی حال ہی میں کراچی سے اُس کے چوتھے بیٹے کو اُٹھایا گیا۔ اُس باپ پر اُس ماں پر کیا گزرے گا؟ جناب اسپیکر! اِس طرح کا ظلم ہورہا ہے

یہاں، ہم کہاں جائیں؟ ہمارے لوگوں کو شہید کیا جاتا ہے ہمارے وڈیرہ غلام سرور کو شہید کیا گیا آج تک اُن کے قاتل کا پتہ نہیں چلا آج تک کوئی ایک چیونٹی بھی اُنہوں نے برآمد نہیں کیا۔ ہمارے کامران جتک کو شہید کیا گیا آج تک اُن کے قاتل کا پتہ نہیں چلا کہ کس نے شہید کیا، یہ کس کا کام ہے؟ یہ گورنمنٹ کا کام ہے، یہ ضلعی انتظامیہ کا کام ہے۔ وہاں ضلعی انتظامیہ تو ٹس سے مس نہیں ہو رہی ہے۔ وہ تو اپنے دفتر میں چکر والی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اُس کو تو کسی چیز کی پروا نہیں ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں کیا نہیں کر رہے ہیں۔ کیوں جمعیت علماء اسلام نے شہداء کا ٹھیکہ اٹھایا ہے کہ ہر دو دن بعد، چمن میں بھی جمعیت کے راہنماء کو شہید کیا جاتا ہے چاغی میں بھی شہید کیا جاتا ہے پہلے نوشکی میں ظہور بادینی کو شہید کیا گیا، جناب اسپیکر! ہمیں ہمارا قصور ہمیں بتایا جائے؟ ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہیں جن سے نمٹنا ہے اُن سے نمٹیں ناں۔ ہمیں کیوں تکلیف دی جا رہی ہے؟ ہمارے لوگوں کو کیوں اُٹھایا جا رہا ہے؟ ہمارا یہ سوال ہے کہ جس کے تین بیٹے اغوا ہو چکے ہیں چوتھے بیٹے کو بھی لے گئے ہیں خدا سے بھی کوئی ڈرے یا نہیں ڈرے۔ اگر اُس کے بیٹے کا قصور ہے تو اُس کو عدالت میں عدالت میں پیش کریں اُس کو پھانسی دینی ہے دیدیں لیکن اِس طرح اذیت نہ دیں۔ اُس کی ماں سے پوچھیں اُس کے باپ سے پوچھیں اُس کے گھر والوں سے پوچھیں کہ تین بیٹے پہلے گئے 15، 16 سال ہو گئے ہیں تین بیٹے گئے اُن کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ ہمارے بیٹے زندہ ہیں یا شہید ہو گئے ہیں؟ اور چوتھے بیٹے کو لے جا کر جناب اسپیکر! یہ کہاں کا انصاف ہے ہمارے ساتھ؟ ہمیں بتایا جائے آیا گورنمنٹ اِن چیزوں میں کیا کر رہی ہے؟ گورنمنٹ کی کیا strategy ہے کیا کر رہی ہے ہمارے ساتھ ہمیں بتایا جائے کہ ہمیں کیوں مارا جا رہا ہے ہمارا قصور کیا ہے؟ ہم اگر قصوروار ہیں تو ہمیں پھانسی دیدیں۔ تو جناب اسپیکر! میں اِسی پر یہ کہوں گا کہ فوری طور پر سردارزادہ یوسف قلندرانی صاحب کو باعزت طریقے سے رہا کر کے اُس کے گھر روانہ کیا جائے۔

جناب اسپیکر: اِس کے کوئی لوکیشن کا پتہ ہے کہ کہاں سے اغوا ہوا ہے؟

جناب قائد حزب اختلاف: کراچی سے جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: اچھا کراچی سے۔

جناب قائد حزب اختلاف: کراچی اُس کے گھر سے اُس کو اٹھایا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: اُس کے گھر سے اٹھایا گیا ہے؟

جناب قائد احزب اختلاف: جی جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی آغا صاحب۔

پرنس احمد عمر احمد زئی: جناب اسپیکر صاحب! واقعی اُس کی تصدیق کر کے کہ بالکل سردار علی محمد قلندرانی کے تین بیٹے پہلے 2010ء میں اٹھائے گئے اور آج تک اُن کا پتہ نہیں ہے۔ اِسی طرح یہ واقعہ اب کا ہے اِس میں سی ایم صاحب کے

پاس ہم گئے تھے سی ایم صاحب نے بھی ہمیں تسلی بخش جواب دیا کہ جو بھی قانونی کارروائی ہے ہم کروائیں گے سردار صاحب بھی اُسی دن سی ایم ہاؤس آئے تھے۔تو اِس پر آپ بھی ذرا ایکشن لیں کہ کم ازکم جس طرح میر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی قصوروار ہے تو کم ازکم قصور تو معلوم ہو۔اُس پر آپ کا جیسے لاسٹ ٹائم مَیں آپ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں کہ قمبرانی میں ہماری دو بچیاں۔اُن کے قاتل کا پتہ چل گیا گھر سے اُن کی والدہ involve تھی، بہت افسوس ہوا اِس پر، مگر اُسمیں جو Chair تھی مَیں سمجھتا ہوں سی ایم صاحب کے تعاون سے فوراً پولیس نے کارروائی کی۔ اِس پر مَیں آئی جی اور ڈی آئی جی پولیس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اِس طرح کے وہ کام اچھے کر رہے ہیں تو اُنکو appreciate بھی کرنا چاہیے۔تو یہ آپ کی مہربانی ہے،سی ایم صاحب کی جو معاملہ حل ہوا۔اِس پر بھی اگر آپ روشنی ڈالیں اور سی ایم صاحب،تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ بھی حل ہو جائے گا۔جزاک اللہ،شکریہ۔

جناب اسپیکر: Leader of the House, must know the picture. سارا پتہ ہوگا اُنکو، accordingly اِسکو وہ انشاءاللہ deal کریں گے۔ Do you like to say some thing?

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): Nothing much Honourable Speaker, but incident happened in Karachi. میری قلندرانی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، آنرایبل اپوزیشن لیڈر بھی وہاں تھے، تو یہ establish کر لینا from the Floor of the House, it is very sensitive matter. کہ اُٹھا لیا گیا۔ who will establish کہ یہ کس نے اُٹھایا؟ یہ جو مَیں ہمیشہ کہتا ہوں کہ مسنگ پرسنز پورا ایک dice subject بن گیا ہے There are self disappearances یہ count میں issue ہے۔ Sardar Sahib is my friend too. وہ ہمارے بھی دوست ہیں۔ہم اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہیں،سندھ حکومت سے بھی بات چیت کر رہے ہیں کہ وہاں سے پتہ چل سکے کہ کیا معاملات ہیں۔ but یہ establish کر لینا It is very tricky کہ یہ کس نے اُٹھایا ہے؟ کس کو موردالزام ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ اور جہاں تک رہی بات سردار صاحب کے بیٹے کی، We are trying for that. آنرایبل اپوزیشن لیڈر کہہ رہے ہیں کہ جس طرح علماء کرام کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔پورے بلوچستان میں ایک بدامنی کی لہر ہے۔ مولانا صدیق صاحب کو جب ٹارگٹ کیا گیا تو اُن کے قاتلوں کا معلوم پڑا۔اور وہ قاتل جہنم واصل بھی ہوئے اور وہ اپنے انجام کو پہنچے۔تو میں یقین دلاتا ہوں اِس ہاؤس کو انشاء اللہ وتعالیٰ جو بھی لوگ ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کی۔اور ہم انشاء اللہ وتعالیٰ اپنی ذمہ داری سے ذرا بھی ایک لمحہ بھی کوتاہی نہیں کریں گے۔ اور جو efforts ہیں وہ کی جائیں گی اِنکے جو اِن کا ذکر اِنہوں نے کیا ہے، اُن کے قاتلوں کو پکڑنے کے لئے بھی۔ thank you.

جناب اسپیکر: thank you۔وقفہ سوالات۔

میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 6 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: اسکے منسٹر میرے خیال سے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی آپ سوال پکاریں۔

میر زابد علی ریکی: سوال نمبر 6۔

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور): جناب اسپیکر! on behalf of the Home Minister.!

جناب اسپیکر: مائیک آن کردیں، ok چلیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

☆6 **میر زابد علی ریکی، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 20 مئی 2024ء

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، مورخہ 02 ستمبر 2024ء کو موخر شدہ

کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 24-2023ء کے بجٹ میں ضلع واشک کیلئے پولیس اور لیویز سپاہیوں کی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔اگر جواب اثبات میں ہے تو ضلع واشک کیلئے کل کتنی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں تفصیل دی جائے۔ نیز مالی سال 2024ء میں دیگر اضلاع کیلئے پولیس اور لیویز سپاہیوں کی تخلیق کردہ تمام اسامیوں کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر داخلہ: جواب موصول ہونے کی تاریخ 4 جولائی 2024ء۔

بمطابق ڈائریکٹر جنرل لیویز فورس بلوچستان کوئٹہ مالی سال 24-2023ء میں ضلع واشک کیلئے بلوچستان لیویز فورس میں کوئی اسامی تخلیق نہیں کی گئی ہے جبکہ مالی سال 24-2023ء میں ضلع واشک پولیس میں کل 33 اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں جس کی تفصیل بمطابق ضمیمہ (الف) لف ہے۔ نیز مالی سال 24-2023ء میں لیویز میں 870 نئی اسامیاں QRF اور SSEPU ونگ بنانے کیلئے تخلیق کی گئی ہیں اس وقت ان اسامیوں کو زونل کوٹہ کے مطابق تقسیم کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور کیس محکمہ داخلہ میں زیر غور ہے۔ جہاں تک رہا پولیس کا سوال 24-2023ء میں 1071 اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں جس کی ضلع وار تفصیل بمطابق ضمیمہ (ب) لف ہے۔ (مزید تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں)

جناب اسپیکر: جی میر زابد ریکی صاحب۔

میرزابدعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! مَیں یہ سوال 20 مئی 2024ء کو دیا تھا تو اسی وجہ سے جو منسٹر نہیں ہے، ڈیپارٹمنٹ۔ اور ابھی جیسے کہ جب ضیاء لانگو صاحب تھے تو ہمارے جو سوالات ہوتے تھے یا کوئی بلوچستان کے مسئلے مسائل یا اغوا یا جو مسئلے ہوتے تھے ہم ہوم منسٹر کے پاس جاتے تھے اپنے مسائل کے لئے تو اسی لئے ابھی ہمارے قائد ایوان بیٹھے ہیں کہ جلد از جلد اس کا چارج کسی کو دیا جائے تاکہ کم سے کم ہم اپنے علاقے کے نہیں بلکہ پورے بلوچستان کے۔ جیسا ہمارے یونس عزیز زہری صاحب نے کہا یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ سوال مَیں نے کیا تھا یہ 24-2023ء کے لئے جو پولیس لیویز۔ بدقسمتی سے اُسکو پولیس میں ضم کر دیا ہے اور ابھی بھی یہ حالت بدستور جاری ہے پولیس والے بھی ہمارے بھائی ہیں لیویز والے بھی ہمارے بھائی ہیں لیکن بلوچستان میں امن و امان ابھی تک نہیں ہے۔ یہ جو میں نے سوال کیا تھا اُس میں دیا تھا کہ واشک میں 24-2023ء میں صرف 33 پوسٹیں دیئے تھے تو اِتنے بڑے رقبے کے حوالے سے 33 پوسٹیں۔ اگر لیویز کو ختم کر رہے ہیں تو مہربانی کریں بلوچستان میں ہر ڈسٹرکٹ کے لئے چار سو پانچ سو پولیس کی پوسٹیں announce کریں۔ میرا اصل پوائنٹ یہ ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میرزابدعلی ریکی: تو اسی حوالے پر میں نے یہ سوال لایا تھا مگر سوال کو بہت کافی عرصہ گزر چکا تھا۔

جناب اسپیکر: جی ہاں آپ کی غیر حاضری کی وجہ سے۔

میرزابدعلی ریکی: میری غیر حاضری کی وجہ سے؟

جناب اسپیکر: دو دفعہ آپ کے questions آئے ہیں یہاں اور ہم نے اسکو ڈیفر کیئے ہیں۔

میرزابدعلی ریکی: مَیں اکثر کوشش کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! اپنے سوالات کے جواب دینے کے لئے مَیں حاضر ہوں گا جناب۔

جناب اسپیکر: چلیں اسکو dispose off کرتے ہیں۔ next اگلا question میرزابدعلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 7 دریافت فرمائیں۔ جی زابدعلی ریکی صاحب کا مائیک آن کر دیں۔

میرزابدعلی ریکی: چارج انکو دیا ہوا ہے وہ ابھی تک جواب نہیں دے رہے ہیں پتہ نہیں۔

جناب اسپیکر: جی. concerned minister please

میرزابدعلی ریکی: جواب دے دیں سی ایم صاحب۔

جناب اسپیکر: جواب تو آ گئے ہیں اُنکے آپ پڑھیں۔

میرزابدعلی ریکی: جواب ہی نہیں دیا ہے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑا ہوا ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میر زابد علی ریکی: وہ کم از کم بتا دیں کہ بھئی مَیں یہ کرنے جارہا ہوں۔

جناب اسپیکر: conerned minister کہہ رہے ہیں کہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اگر مزید question ہیں تو پوچھیں وہ جواب دے دیں گے آپ کو۔

میر زابد علی ریکی: ٹھیک ہے۔تو اسی کے حوالے سے جو میں نے یہ بات کی ہے وہ کم سے کم مجھے بتا دیں کہ آئندہ مَیں کیا کروں گا بلوچستان کے حوالے سے ہر ڈسٹرکٹ کے حوالے سے۔

جناب اسپیکر: question No.6 کے حوالے سے یہ آپ کہہ رہے ہیں؟

میر زابد علی ریکی: جی 6 کے حوالے سے۔

جناب اسپیکر: جی. concerned minister please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور: اس کیلئے زابد صاحب ہم آنرایبل سی ایم صاحب کے پاس چلے جائیں گے بیٹھ کے اگر مزید آپ کو پوسٹ چاہئے کوئی چیز چاہئے تو ہم مل بیٹھ کے بات کرلیں گے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب قائدایوان: آنرایبل اسپیکر صاحب! مَیں intervene تو نہیں کرنا چاہ رہا تھا لیکن مجھے کبھی کبھار اچھا بھی نہیں لگتا کہ مَیں بار بار ان چیزوں کی طرف نشاندہی کروں۔سر! یہ جو question hour ہوتا ہے it is one hour آنرایبل ممبر جو ہمارے colleagues ہیں وہ سوال پوچھتے ہیں concerned minister سے یا منسٹر جواب دیتا ہے یا اُنکے behalf پر یا اُنکے کوئی colleague جواب دیتا ہے یا پارلیمانی سیکرٹری for Parliamentary Affair اُسکا جواب دیتے ہیں اور اُسکے بعد تین سپلیمنٹری ہوتے ہیں اُسکے اور وہ سپلیمنٹری سوال ہوتے ہیں وہ تقریر نہیں ہوتی۔تو آنرایبل ممبر سے میری گزارش ہے کہ اگر وہ اُنکے سوال کے جواب میں ان کی تسلی نہیں ہوئی ہے کوئی سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ اُسکا ہم جواب دینے کو تیار ہیں A-areas, B-areas آنرایبل اسپیکر صاحب مَیں question hour میں تو نہیں بولنا چاہ رہا تھا اِسکے بعد بولنا چاہ رہا تھا۔ مجھے اجازت دیجئے گا کہ مَیں question hour کے بعد اِس پر بھی اور mines and minerals Act پر بھی چند باتیں ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تو اُس وقت میں details پھر share کرلوں گا، question hour کے بعد کیونکہ رولز اجازت نہیں دیتے ہیں کہ مَیں تقریر کروں۔

جناب اسپیکر: جی سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ زابد ریکی صاحب پوچھ رہے ہیں کہ چونکہ B-area convert

ہو گیا ہے A-area میں تو کیا ہمیں پولیس کی مزید اسامیاں ملیں گی یا نہیں، یہی سوال ہے آپ کا زاہد صاحب؟ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: بلوچستان میں ہر ڈسٹرکٹ میں بشمولِ واشک۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور: جی مَیں یہی کہنا چاہ رہا ہوں کہ حالات کے حساب سے اور ہم بیٹھ کے ڈسکس کر سکتے ہیں کہ کیا ضرورت ہے کیا ضرورت نہیں ہے آپ کے۔ تو پھر ہم it take up with CM Sahib سے کہ کیا ضرورت ہے آپ ک کیا ضرورت نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر زابد علی ریکی: ہمارے قائد ایوان نے کہا کہ جو بھی کہیں گے ایک دن اسپیکر صاحب! آپ کو یاد ہے کہ مَیں نے یہی سوال لایا تھا وہ کوئی اور منسٹر تھا اُسکو محکمہ کا پتہ ہی نہیں تھا نام نہیں لینا چاہتا ہوں جب وہ اُسکو مَیں نے پوچھا کہتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں تو مَیں نے کہا کہ جب آپ کو پتہ نہیں ہے تو آپ نے کیوں میرے سوال کا جواب دیا۔ تو مَیں پھر بیٹھ گیا مَیں نے کہا کہ آپ بھی بیٹھیں میرا سوال چھوڑیں آگے کے لئے جب منسٹر صاحب آئیں گے تو وہ جواب دے دیں گے۔ تو سوال نمبر 7۔

جناب اسپیکر: جی cocerned minister please Question No.7

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور: اسپیکر صاحب جواب پڑا ہوا ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے پلیز۔

☆7 میر زابد علی ریکی، رُکن اسمبلی: <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 20 مئی 2024ء</u>

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، <u>مورخہ 02 ستمبر 2024ء کو موخر شدہ</u>

کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان پولیس میں سال 23-2022ء اور سال 2024ء میں گریڈ 1 تا گریڈ 15 کے کل کتنے ملازمین تعینات کئے گئے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت لوکل/ڈومیسائل اور تعلیمی قابلیت کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر داخلہ: جواب موصول ہونے کی تاریخ 4 جولائی 2024ء۔

بلوچستان پولیس 23-2022ء اور سال 2024ء میں گریڈ 1 تا 15 کے کل جس قدر ملازمین تعینات کئے گئے ہیں اس کی تفصیل ذیل ہے:۔

نمبرشمار	سال	تعینات کردہ آسامیوں کی تعداد	ضلع وار مکمل تفصیل
1	2022	1627	بمطابق ضمیمہ (الف) لف ہے
2	2023	2673	بمطابق ضمیمہ (ب) لف ہے
3	2024	1071	بمطابق ضمیمہ (ج) لف ہے

(مزید تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں)

جناب اسپیکر: جی ضمنی سوال میر زابدریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: یہ اُسی طرح کا ہے جناب اسپیکر صاحب same سوال ہے جو 22-2023ء اور 2024ء میں ،اس میں تفصیل دی ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ دیکھ لیں 2022ء میں اُس نے دیا ہے تعداد اسامیوں کی 1627۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر زابد علی ریکی: اور جو 2023ء میں ہے 2673۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

میر زابد علی ریکی: اور جو 2024ء میں ہے وہ اور نیچے ہوگئے ہیں یہ 1071۔یعنی بجائے appointment یا ملازمت زیادہ کرنے کا تو اور ملازمت کم ہوتی جارہی ہے جناب اسپیکر صاحب۔ قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں میں کہتا ہوں ملازمتیں زیادہ ہوجائیں appointments زیادہ ہوجائیں کم از کم بیروزگاری تو ختم نہیں ہوگی جناب اسپیکر صاحب! ہر ڈسٹرکٹ میں چار سو پانچ سو سال میں کم سے کم وہ لگ جائیں گے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے دیں ابھی پولیس میں نفری کی تعداد زیادہ ہو کیونکہ پہلے تو لیویز تھی وہ تو ختم ہوگئی میرے خیال میں بلوچستان میں دو ڈویژن رہتے ہیں باقی ساری لیویز ختم ہوگئی ہے جناب اسپیکر صاحب۔ کورٹ میں بھی کیس چل رہا ہے اگر آپ پولیس کو مزید فعال کرنا چاہتے ہیں تو آپ مہربانی کریں یہ جو پوسٹیں ہیں میرے خیال سے کچھ بھی نہیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! اس سے کچھ بھی نہیں بن سکے گا جناب سپیکر صاحب! اس سے نہ امن وامان ہوگا اور نہ آپ کچھ کرسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ صرف پولیس کی اسامیوں کا آپ نے پوچھا تھا ابھی جب لیویز اس میں convert ہوگی تو ظاہر ہے تعداد بڑھے گی۔

میر زابد علی ریکی: تو میں یہی کہہ رہا ہوں ناں اسی کے حوالے سے اسپیکر صاحب کہ یہ ہے۔

جناب اسپیکر: ok Question No.7 dispose off. میر جہانزیب مینگل صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 30 دریافت فرمائیں۔ جہانزیب مینگل صاحب چونکہ غیر حاضر ہیں انکے question کو dispose off

کیا جاتا ہے میر جہانزیب مینگل کا اگلا سوال نمبر 34 اُسکو بھی dispose off کیا جاتا ہے سید ظفر علی آغا صاحب سوال نمبر 77 ,76 اور 80 یہ تینوں محکمہ داخلہ سے متعلق ہیں اِن تینوں سوالوں کو dispose off کیا جاتا ہے۔ مولوی نور اللہ صاحب! سوال نمبر 86 یہ again محکمہ داخلہ سے ہے .He is also absent یہ بھی dispose off کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: میر یونس عزیز صاحب آپ اپنا سوال نمبر 224 دریافت فرمائیں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): سوال نمبر 224۔

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون و پارلیمانی امور): جواب پڑا ہے پلیز پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆**224** **میر یونس عزیز زہری، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ **26** فروری **2025**ء۔

کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

سال 2023ء تا 2025ء کے دوران صوبائی حکومت نے لیویز فورس کیلئے کل کتنی گاڑیاں خریدی ہیں۔خریدی گئی گاڑیوں کا ماڈل بتلایا جائے اوران خریدی گئی گاڑیاں صوبہ کے کن کن اضلاع میں دی گئی ہیں۔نیز تمام گاڑیاں جن جن آفیسران اور اہلکاران کے زیر استعمال ہیں کی ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیر داخلہ: **جواب موصول ہونے کی تاریخ 26 جون 2025ء۔**

بمطابق ڈائریکٹر جنرل لیویز فورس بلوچستان کوئٹہ سال 2023ء تا 2025ء کے دوران صوبائی حکومت نے لیویز فورس کیلئے کل 68 گاڑیاں خریدی ہیں۔خریدی گئی گاڑیوں کا ماڈل صوبے کے جن جن اضلاع میں دی گئیں نیز تمام گاڑیاں جن جن آفیسران اور اہلکاران کے زیر استعمال ہیں اُس کی ضلع وار تفصیل آخر پر منسلک ہے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ گاڑیوں کی خریداری کا پروسس 2023ء میں شروع ہوا اور 2024ء میں مکمل ہوا۔

جناب قائد حزب اختلاف: مَیں آپ کے جواب سے agreed ہوں۔

جناب اسپیکر: .disposed off جی جناب ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر .249 یہ again محکمہ داخلہ کے ساتھ ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 249۔

جناب اسپیکر: جی concerned minister صاحب پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون و پارلیمانی امور: جی جواب پڑا ہوا ہے پڑھا ہوا تصور کیا جائے پلیز۔

☆249 جناب ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 5 مئی 2025ء۔

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

ضلع گوادر میں کوسٹل ہائی وے پر چیک پوسٹوں کی تعداد کتنی ہے اور کس مقصد کیلئے قائم کی گئی ہیں کی تفصیل دی جائے؟

وزیر داخلہ: جواب موصول ہونے کی تاریخ 26 جون 2025ء۔

بمطابق سینٹرل پولیس آفس بلوچستان کوئٹہ ضلع گوادر میں کوسٹل ہائی وے پر ٹوٹل 45 چیک پوسٹیں قائم کی گئیں ہیں جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

Zone	Total Check Posts	Active/ Occupied	Inactive/Unoccpied
Zone-I Ormara	21	18	03
Zone-II Gwadar	24	16	08
Total	**45**	**34**	**11**

متذکرہ بالا چیک پوسٹیں سیفٹی، سیکورٹی اور عوام کو کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کے بعد فوراً ایکشن لینے کیلئے قائم کی گئی ہیں۔ مزید یہ کہ اُن پوسٹوں پر جس قدر نفری تعینات کی گئی ہے اس کی بھی تفصیل بمطابق سپرنٹنڈنٹ آف کوسٹل ہائی وے N-10 زون 1 کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! جی اس میں مجھے بتایا گیا ہے کہ چھ سو کلومیٹر کوسٹل ہائی وے ہے اس میں پینتالیس چیک پوسٹیں ہیں لیکن گوادر سے سفر کر رہے ہیں آپ کراچی تک یہ صرف پولیس کی ہیں۔ اس میں کوسٹ گارڈ کے اس میں ایف سی کے اور ایکسائز کے اور کسٹم کے اور لیویز کے اور باقی اداروں کے کوئی ایک شامل نہیں ہے چھ سو کلومیٹر میں اس میں ڈبل چیک پوسٹیں ہیں اس میں سوال میرا یہ تھا کہ جتنی چیک پوسٹیں ہیں ان پر سوال ہے میرا کہ ان چیک پوسٹوں پر کتنے دہشتگرد پکڑے گئے ہیں کتنے منشیات فروش پکڑے گئے ہیں؟ کتنے قاتل پکڑے گئے ہیں اور کتنے جرائم پیشہ لوگ پکڑے گئے ہیں؟

جناب اسپیکر: دیکھیں مولوی صاحب! مولوی صاحب! ایک منٹ مَیں آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔ یہ جو آپ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں یہ relevant نہیں ہے .It is irrelevant آپ نے جو سوال کیا ہے آپ نے سوال کے متعلق پوچھنا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال رکھنے کا ایوان کے سامنے کہ ان چیک پوسٹوں سے بلوچستان کو کوئی فائدہ نہیں ہے

اس کا مقصد یہ تھا کہ بلوچستان میں ان چیک پوسٹوں سے امن بحال ہوا ہے؟ ان چیک پوسٹوں سے بلوچستان کے حالات میں بہتری آئی ہے؟، یہ رکھنے کا مقصد یہ تھا۔ ان چیک پوسٹوں سے دو کام ہو رہے ہیں بالکل دو کام ہو رہے ہیں پورے بلوچستان میں خصوصاً کوسٹل ہائی وے میں دو کام ہو رہے ہیں یہ کیا ہے، ایک تذلیل اور ایک بھتہ خوری۔ اِن تمام چیک پوسٹوں پر یہ دو کام بڑے شان وشوکت کے ساتھ، بڑے آب وتاب کے ساتھ، بڑے منظم انداز میں یہی دو کام ہو رہے ہیں ایک بھتہ خوری اور ایک عوام کی تذلیل۔ اِس میں ایک تلار چیک پوسٹ ہے جس پر عوام کی تذلیل کر رہے ہیں، اسی طرح ہنگول چیک پوسٹ ہے، وہاں بھی عوام کی تذلیل ہے، اِسی طرح نا کہ کاڑی چیک پوسٹ ہے، یہ لسبیلہ میں مگسی صاحب خود جانتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ چیک پوسٹ آپ اِن کو ذرا، جن جن چیک پوسٹوں کے نام لے رہے ہیں اُن کو own کون کر رہا ہے۔ کوسٹل والے کر رہے ہیں یا ایف سی والے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ تربیلہ چیک پوسٹ joint ہے ایک کوسٹ گارڈ اور آرمی کا۔ ہنگول ہے اُسمیں آرمی ہے اور پولیس بھی کھڑی ہے۔ اسی طرح نا کہ کاڑی ہے کوسٹ گارڈ کا ہے۔ یہ تینوں چیک پوسٹیں۔ نا کہ کاڑی لسبیلہ میں ہے مگسی صاحب خود جانتے ہیں وہاں عوام کی کتنی تذلیل ہوتی ہے، لوگ مر گئے ہیں۔ وہاں جب لوگ کراچی جاتے ہیں وہاں ہماری مائیں جب زچہ و بچہ کے لئے جاتے ہیں اُن کے بچے وہیں پیدا ہوئے ہیں نا کہ کاڑی چیک پوسٹ پر۔ خود گواہ ہیں خود بتادیں گے مگسی صاحب کہ وہاں کیا صورتحال ہے نا کہ کاڑی چیک پوسٹ پر۔ یہ مَیں اس لئے بتانا چاہ رہا ہوں کہ ان چیک پوسٹوں سے اگر ہمارا امن بہتر ہوتا، اِن چیک پوسٹوں سے ہماری جان و مال، عزت وآبرو محفوظ ہوتی تو ٹھیک ہے ضرور کر لیجئے۔ لیکن جب اس میں ہماری تذلیل ہو رہی ہے اور بھتہ خوری جاری ہے تو خدارا! اِن چیک پوسٹوں کو ختم کریں۔ اِن چیک پوسٹوں میں ہماری عزت بچائیں اور بھتہ خوری ختم کریں۔

جناب اسپیکر: ok,ok please. اِنکی ڈیمانڈ ہے کہ یہ چیک پوسٹیں جو اِن کے کام ہیں وہ نہیں کر رہی ہیں بلکہ وہ تذلیل کر رہے ہیں۔ آپ بتائیں اس کے اوپر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون و پارلیمانی امور: جناب اسپیکر! مَیں بات کرنا چاہوں گا as a reply۔ دیکھیں! چیکنگ پوری دنیا میں ہوتی ہے، ٹھیک ہے۔ ہاں چیزوں کو streamline ہونی چاہیے may be زیادہ ٹائم لگتا ہوگا لوگوں کو، ٹھیک ہے مَیں agree کرتا ہوں ایک حد تک۔ مگر کہنا کہ انکو ختم کریں اور چیکنگ نہ ہو۔ اِن حالات میں میرے خیال سے نامناسب چیز ہے یہ request ہے، ٹھیک ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اگر آپ کہہ رہے ہیں کہ اسکا کوئی فائدہ ہوا ہے نہیں ہوا ہے۔ اس کی تھوڑی سی تحقیقات کر لیں جو ہمارے law enforcement اور policing جو ہیں اور concerned quarters اور respective

agencies ہیں اُنکے ساتھ تھوڑا سا بیٹھ کر پوچھیں کہ اسکا کتنا فائدہ ہے اور کتنا output ہے۔ اور یہ streamline ہوجائیں.it is not a big issue

جناب اسپیکر: ok۔ جناب ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 250 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 250۔

جناب اسپیکر: جی. concerned Minister please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆**250 جناب ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 5 مئی 2025ء۔

کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

ضلع گوادر سیف سٹی پراجیکٹ کتنی مالیت کا ہے یہ پراجیکٹ کب شروع ہوگا اور کب تک مکمل ہوگا کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر داخلہ: جواب موصول ہونے کی تاریخ 26 جون 2025ء۔

بمطابق پروجیکٹ ڈائریکٹر گوادر سیف سٹی پراجیکٹ کا پہلا پی سی ون مرکزی ترقیاتی ورکنگ پارٹی (CDWP) 19 فروری 2016 کو منظور ہوا جس کا تخمینہ لاگت 2،951.77 ملین روپے رکھا گیا ہے، جسے وفاقی اور صوبائی حکومت نے مساوی بنیادوں پر (50:50) شیئر کرنا تھا پہلا ترمیم شدہ پی سی ون 6 فروری 2023 کو CDWP نے 4,966.905 ملین روپے کی لاگت کے ساتھ منظور کیا جس کی تکمیل کی تاریخ 30 جون 2024ء مقرر کی گئی۔ دوسرا ترمیم شدہ پی سی ون 10 اپریل 2025ء کو CDWP نے 7,486.786 ملین روپے کی لاگت سے اور 30 جون 2027ء تک تکمیل کی مدت کے ساتھ منظور کیا فی الوقت، 14 مئی 2025ء کو CDWP فورم کی جانب سے موصولہ تبصروں کی روشنی میں دوسرے ترمیم شدہ پی سی۔ ون دس اپریل 2025ء کو CDWP نے 7,486.786 ملین روپے کی لاگت سے اور 30 جون 2007ء تک تکمیل کی مدت کے ساتھ منظور کیا فی الوقت 14 مئی 2025ء کو CDWP فورم کی جانب سے موصولہ تبصروں کی روشنی میں دوسرے ترمیم شدہ پی سی۔ ون کی نظر ثانی/ دوبارہ جمع کرانے کا عمل جاری ہے۔ تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس سوال کا مقصد یہ تھا کہ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ دنیا ترقی یافتہ ہے، آئی ٹی کا دَور ہے۔ آج کے دور میں بھی لوگوں کو گاڑی سے اُتار کر کے ہاتھ اوپر کرنے کی ضرورت ہے یا ٹیکنالوجی استعمال کرنے کی ضرورت ہے؟ آج کے دَور میں بھی بریف کیس کھولنے کی، کپڑے اُتارنے کی باہر پھینکنے کی ضرورت ہے یا آئی ٹی خود

بتاتی ہے کہ صندوق یا بریف کیس کھولنے کی ضرورت نہیں، خود پتہ چلے گا کہ اس میں کیا ہے۔آج کے دور یہی ہے ناں ۔تو آج کے دَور میں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ گوادر سیف سٹی ہے 2016ء سے ہے، 2016ء سے پیسے بھی خرچ ہو گئے ہیں کیمرے کے بھی۔کوئٹہ کے کیمروں کا تو پتہ ہے آپ کو بھی لیکن مَیں گوادر کی بات کر رہا ہوں ۔تو یہ گوادر سیف سٹی 2016ء سے وہاں چیک پوسٹیں بنانے کی بجائے وہاں لوگوں کو لائنوں میں کھڑے کرنے کی بجائے، لوگوں کے ہاتھ اوپر کرنے کی بجائے ، ہماری صندوقیں اور بیگ کھولنے کی بجائے، آپ اپنی آئی ٹی اور اپنا سیف سٹی پروجیکٹ مکمل کر لیں تا کہ ہم تذلیل سے بچ جائیں۔2016ء سے اب 2025ء ہے۔اس میں جواب میں مجھے کہا گیا ہے کہ فلاں ترمیم شدہ بجٹ۔بھئی جتنے سال گزر جائیں گے مہنگائی بڑھتی جائیگی پھر آپ کام نہیں کریں گے بہانہ کریں گے کہ دوبارہ پی سی وَن بنا رہے ہیں قوم کے پیسے اور قوم کا وقت بھی ضائع کرتے ہو اور قوم کی عزتوں سے بھی کھیلتے ہو۔تو آپ بروقت کیوں کام نہیں کرتے ہیں؟ برقت پروجیکٹس کو کیوں مکمل نہیں کرتے ہیں؟ تو میری سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ گوادر سیف سٹی کا جو پروجیکٹ ہے اسمیں کیمرے لگنے ہیں، باقی چیزیں ہیں وہ جلد از جلد مکمل کریں تا کہ چیک پوسٹوں پر ہم تذلیل سے بچ جائیں۔

جناب اسپیکر: یہ سیف سٹی پروجیکٹ کب شروع ہوا تھا؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: 2016ء میں۔

جناب اسپیکر: 2016ء میں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: 2016ء کا پہلا انکا پروجیکٹ، 2016ء میں اس کی منظوری ہوئی ہے اب 2025ء ہے۔ایک کھرب روپے بھی اس پر خرچ بھی ہوئے ہیں۔ایک کیمرہ بھی نہیں لگا ہے اور ایک فائدہ بھی ہمیں نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: جی. concerned Minister please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور: جناب اسپیکر! یہ واقعی اس کا کافی ٹائم ہوا ہے اس پروجیکٹ کو۔بلکہ میرے خیال سے اور مولانا صاحب کا پوائنٹ بھی valid ہے کہ اگر یہ چیز ہو تو پھر جو چیک پوسٹ والا مسئلہ ہے وہ حل ہو سکتا ہے جلدی سے۔تو آپ مہربانی کر کے جو آنر ایبل چیف منسٹر صاحب ہیں اِنکے پاس ہم چلتے ہیں اور یہ ڈیمانڈ رکھتے ہیں کہ پلیز یہ مہربانی کر کے کہ یہ جلد از جلد۔اچھا! اسمیں جی بہت سی چیزیں ہیں mismanagement بھی ہے اور فنڈنگ کا issue بھی ہے۔ but these should be taken very seriously. اگر یہ چیز حل ہو جائے تو دوسری چیزیں جس میں عوام تنگ ہو رہے ہیں.for example۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں یہ صرف گوادر کا ایشو نہیں ہے بہت سارے باقی ڈسٹرکٹس میں بھی تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور: جی یہ پورے بلوچستان میں ہے یہ

سیف سٹی کا۔

جناب اسپیکر: سارے باقی ڈسٹرکٹس میں بھی سیف سٹی پروجیکٹ تھے۔ جی آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں اسی کے اوپر ایک منٹ۔ جی صمد گورگیج صاحب۔ مائیک آن کر دیں صمد گورگیج صاحب کا۔

جناب عبدالصمد خان گورگیج (پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): سر! مولانا صاحب صحیح کہہ رہے ہیں ابھی تک delay تو ہوگیا ہے۔ جو مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایک کھرب تک خرچ ہوئے ہیں، اتنے نہیں ہوئے ہیں لیکن اِس دفعہ جو ابھی ہو رہے ہیں جو جتنی بھی وہیکلز ہیں اُن کی ٹینڈرنگ ہو رہی ہے، جو بھی کیمرے وغیرہ ہیں اس سال انشاءاللہ وتعالیٰ وہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔

جناب اسپیکر: اس پر کتنی amount خرچ ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: تقریباً پانچ کروڑ روپے۔

جناب اسپیکر: اچھا باقی پائپ لائن میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: جی جی باقی پائپ لائن میں ہے۔

جناب اسپیکر: تو ہوگا یہ کام؟ یہ کب تک کوئی ٹارگٹ دیا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): یہ ہوگا مکمل۔ within one year میں نے پچھلی دفعہ بھی بولا تھا کہ ایک سال میں انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: ایک سال میں مکمل ہو جائے گا۔ صرف گوادر کا ایک باقی ڈسٹرکٹس کا بھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: صرف گوادر کا ہے اور باقیوں کا اس دفعہ آیا ہے۔ کوئی ایک ڈسٹرکٹ ہیں سیف سٹی پروجیکٹ کا سر۔

جناب اسپیکر: نہیں یہ پروجیکٹ تو باقی ڈسٹرکٹس میں بھی شروع ہوئے تھے وہ بھی ویسے کے ویسے پڑے ہوئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: نہیں وہ تو ابھی اِس دفعہ ہوئے ہیں سر۔ یہ تو 2016ء کا ہے سر۔

جناب اسپیکر: اچھا۔ جی منسٹر پی اینڈ ڈی پلیز۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): ایک تو گوادر کی fencing تھی۔ جو fencing کچھ حد تک ہوگئی تھی لیکن پبلک پریشر اور پولیٹکل پارٹیز کی grievances کی وجہ سے اسکو abundant کرنا پڑا۔ دوسرا یہ ہے کہ کچھ پولیس کی گاڑیاں اور باقی چیزیں تھیں۔ تو وہ تقریباً procure ہو کے وہ پولیس کو مل گئی ہیں۔ جہاں

تک کیمروں کی بات ہے وہ تو شاید کچھ ڈیلے ہوئے ہیں۔لیکن گوادر کی جہاں تک سیف سٹی کی بات ہے اس میں تین چار components تھے۔

جناب اسپیکر: thank you۔ یہ سارے میڈیا والوں سے میری request ہے کیمروں والوں سے کہ یہ جب ایک معزز ممبر تقریر کر رہا ہو تو اُس کے سامنے سے آپ نے نہیں گزرنا ہے اور اُس کے سامنے نہیں کھڑا ہونا۔ میرے ڈائس اور معزز ممبر کے بیچ میں آپ نے آنے کی کوشش نہیں کرنی ہے۔ جی میر زابد علی ریکی صاحب! آپ سوال نمبر 234 دریافت فرمائیں ۔ زابد علی ریکی صاحب! PDMA کا ہے ۔ میر زابد علی ریکی صاحب کا سوال نمبر 234 ، سوال 235, اور سوال 263 تینوں concerned ہیں PDMA سے، dispose-off کیے جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب ، میر محمد صادق عمرانی صاحب، میر اسداللہ بلوچ صاحب، محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ اور محترمہ مینا مجید صاحبہ نے رواں اجلاس سے جبکہ میر سلیم احمد کھوسہ صاحب، سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب، سردار فیصل خان جمالی صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، میر علی حسن زہری صاحب، ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب، انجینئر زمرک خان صاحب، جناب رحمت صالح بلوچ صاحب، جناب اشوک کمار صاحب، محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ اور محترمہ صفیہ بی بی صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔**

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش و منظور کیا جانا۔ چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت مجلس کی رپورٹ بر شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میں چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 2 ستمبر 2025ء تک توسیع کی منظوری دی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟ ہاؤس سے آواز نہیں آ رہی ہے۔ اب سمجھ آ رہی ہے آپ لوگوں کو hello Honourable Members please attetion. تحریک پیش ہوئی، کچھ سمجھ آئی ہے کہ کون سی تحریک پیش ہوئی ہے؟ شیخ محمد بن زید النہیان آیا منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا مجلس کی رپورٹ بر شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ نمبر 25 مصدر 2025ء) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 2 ستمبر 2025ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت مجلس کی رپورٹ بر شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔ جی چیئرمین صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: مَیں چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت مجلس کی رپورٹ بر شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت کی رپورٹ بر شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ صحت! شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسود قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر صحت): میں وزیر برائے محکمہ صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کاریالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون 25 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ .Any body wants to speak on it جی بخت صاحب۔

وزیر صحت: میں وزیر برائے محکمہ صحت تحریک۔۔۔۔

جناب اسپیکر: .Let me to read it first میں پڑھوں گا پھر آپ پڑھ لیں۔

وزیر صحت: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ صحت! شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مصدرہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت: مَیں وزیر برائے محکمہ صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا شیخ محمد بن زید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی وترقیات! بلوچستان سیف اینڈ انوائرمینٹل ساؤنڈری سائیکلنگ آف شپس کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 30 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): میں وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی وترقیات، بلوچستان سیف اینڈ انوائرمینٹل ساؤنڈری سائیکلنگ آف شپس کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 30 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان سیف اینڈ انوائرمینٹل ساؤنڈری سائیکلنگ آف شپس کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 30 مصدرہ 2025ء) پیش ہوا۔ لہٰذا اِسے متعلقہ مجلس قائمہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ مال! بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): میں وزیر برائے محکمہ مال، بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025ء) پیش ہوا۔ لہٰذا اِسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: **قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 136 کے تحت مجلس قائمہ کی اتفاقیہ خالی اسامی کا پُر کیا جانا۔** وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور! مجلس برائے سرکاری مواعید کی اتفاقیہ خالی اسامی کو پُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔ جی زرین مگسی صاحب۔

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون و پارلیمانی امور): میں زرین مگسی، وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس برائے سرکاری مواعید کی اتفاقیہ خالی اسامی پر محترمہ سلمٰی بی بی، رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس برائے سرکاری مواعید کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی لہٰذا مجلس برائے سرکاری مواعید کی اتفاقیہ خالی اسامی پر محترمہ سلمٰی بی بی، رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس برائے سرکاری مواعید کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: Honourable Chief Minister Sahib! if you want to speak.

میر سرفراز احمد بگٹی (جناب قائد ایوان): Honourable Speaker! thank you very much. مَیں اِس فلور کے توسط سے بلوچستان کے لوگوں کی اور آنریبل اپوزیشن کے ممبرز کی توجہ دلانا چاہتا ہوں مائنز اینڈ منرلز ایکٹ پر۔ آنرایبل سپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ جب مائنز اینڈ منرلز ایکٹ آیا یہاں تو ہم نے ایک consensus develop کرنے کی کوشش کی۔ اور اُس وقت اِس ہال میں مکمل consensus تھا لیکن ظاہر ہے later-on جب اُسکو پڑھا گیا تو ہوسکتا ہے کہ پڑھنے کی غلطی ہوگئی یا سمجھنے کی غلطی ہوگئی اور وہ پھر ایک politicise ہوگئی اور بہت سارے لوگ جو اِس august Hall کے ممبر نہیں ہیں وہ جماعتیں بھی آج عدالتوں میں گئی ہوئی ہیں۔ تو مَیں اِس فلور کے توسط سے آنرایبل اپوزیشن لیڈر اور اپوزیشن کے جو دوست ہیں اُن کو کیونکہ میرے بہت سارے زعماء سے بات ہوئی ہے اِس بارے میں، نیشنل پارٹی، جے یو آئی اور باقی لوگوں سے تو We are open to the dialogue. کے بجائے اس کے کہ یہ matter کہیں اور resolve ہو یہ پارلیمنٹ کے مسئلے ہیں، پارلیمنٹ میں یہ مسئلے حل ہونے چاہئیں اور پارلیمنٹ ہی سپریم ادارہ ہے۔ تو مَیں چاہتا ہوں کہ ہم اِس پر ایک dialogue کا نیا سلسلہ شروع کریں جس میں نہ صرف مائنز اینڈ منرلز ڈیپارٹمنٹ کے آفیشلز ہوں جو reps دینا چاہتے ہیں جو پارٹیز اپنی reps دینا چاہتی ہیں تو وہ reps دے دیں۔ ساتھ ساتھ جو مائنز اینڈ منرلز ایسوسی ایشن ہے جو لوگ کام کر رہے ہیں اُنکے reps بھی ہوں so that ہم ایک نئے سرے سے اُس پر dialogue start کریں اور جہاں جہاں کسی کا کوئی اعتراض ہے وہ دُور کیا جا سکتا ہے اُس پر بات کی جا سکتی ہے تو We are open to the dialogue. تو ہم چاہتے ہیں کہ اس پر dialogue کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو اور لیڈر آف دی اپوزیشن اس پر lead لیں اور ہمیں بتائیں تاریخ اور اپنی پارٹی سے بھی بات کریں اور باقی پارٹیوں سے بھی بات کریں۔ so that ہم اس پر، اور اُن سے بھی مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو جماعتیں نہیں ہیں جیسے خوشحال خان کاکڑ صاحب شاید عدالت میں

ہیں ہمارے اپنے اتحادی اچکزئی صاحب نہیں ہیں ملک صاحب بیٹھے ہیں ANP ہے، BNP مینگل ہے، تمام جماعتوں کو اور تمام اُن notables کو، حاجی لشکری رئیسانی صاحب ہیں، جو بھی اس معاملے میں ہم سے بات کرنا چاہتے ہیں یہ اسمبلی قانون سازی ہے یہ کوئی قرآن و حدیث نہیں ہے کہ اسمیں changes نہیں کی جاسکتی ہیں یہ changes آتی ہیں اور بلوچستان کے لوگوں کے جو rights ہیں وہ ہم سب کے لئے supreme ہیں بلوچستان کے لوگوں کے rights پر ہم اِتنا سا بھی compromise کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اگر کسی بھی Bill کی صورت میں کوئی یہ سمجھتا ہو کہ اُس پر بلوچستان کے لوگوں کی کوئی rights compromise کئے گئے ہیں تو وہ آجائیں اور ہمارے ساتھ بیٹھیں ہم اُن کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں اور اگر کوئی کمیٹی بناتے ہیں ہم اُسکے لئے تیار ہیں تا کہ ہم اسکو بہتر کر کے دوبارہ اسکو اس اسمبلی میں لے آئیں اور اسکو improve کر لیں۔ thank you اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you, thank you. جی زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): مَیں سی ایم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایک مسئلہ جو بلوچستان کا ہے اُس کو ہر شخص اپنے angle سے دیکھ رہا تھا اور اُنھوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اِسمیں ہمارے دوست اپوزیشن کے یا دوسرے دوست ہمارے اگر کسی کو اِس پر اعتراض ہے تو ہم بیٹھنے کے لیے تیار ہیں۔ مَیں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہم اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے بات کریں گے اور دوسرے جن لوگوں کی اُنھوں نے نشاندہی کی ہے ہم اُن سے بھی کہیں گے ہم اِس پر بیٹھ کر اِنشاء اللہ وتعالیٰ ایک اچھا ماحول بنا کر بلوچستان کے مفاد میں جو بھی ہوگا اُسی طرز پر فیصلہ کریں گے۔ مَیں ایک بار پھر اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ok,thank you. جی۔ Minister for Finance۔ جی پھر آپ کی باری ہے، جی۔

میر شعیب احمد نوشیروانی (وزیر محکمہ خزانہ): جناب اسپیکر! لیڈر آف دی ہاؤس کی اجازت سے کیونکہ اُن کی تقریر کے بعد، اُن کی commitment کے بعد بات کرنے کا نہیں بنتا لیکن کچھ addition کرنا چاہوں گا۔ سی ایم صاحب کی ہدایت پر ہم نے مائنز اینڈ منرلز ایسوسی ایشن اونرز کے ساتھ ایک میٹنگ کر لی تھی۔ اُنھوں نے اپنی طرف سے جتنی recommendations دی ہیں اُن کو ایک minutes کی صورت میں سی ایم صاحب کو ہم نے بجھوا دی ہے۔ تو ایک میٹینگ اُنھوں نے سی ایم صاحب کے ساتھ کی جب مَیں اُس وقت کوئٹہ میں موجود نہیں تھا تو اُن کی ہدایت پر دوسری میٹنگ ہوگئی ہے وہ recommendations آگئی ہیں۔ اب چونکہ سی ایم صاحب نے آگے further اعلان کر دیا ہے تو میرے خیال سے اور زیادہ مزید بہتر ہوگا۔ تو اِسکے لیے Leader of the Opposition کا مَیں شکر گزار ہوں۔

جناب اسپیکر: ok thank you۔جی مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ بہت شکریہ ایک تو یہ کہ جو سی ایم صاحب نے اس بل کے بارے میں بتایا یہ بہت اچھی بات ہوگئی۔ اِس میں ظاہر کچھ سرمایہ کاروں کے مسائل ہیں جو بلوچستان کے سرمایا کار ہیں اور بلوچستان کے عوام کے مفادات تھوڑے مختلف ہیں۔اپوزیشن کی جماعتیں اور عوام مل کر اِنشاء اللہ وتعالیٰ جو سی ایم صاحب نے کہا ہے اس پر اچھا کام ہوگا۔مَیں ایک چیز کی طرف توجہ دلاتا ہوں سی ایم صاحب بھی اگر ہماری گزارشات سُن لیں جناب اسپیکر! گوادر میں جو پانی کا بحران ہے 2016ء اور 2017ء میں وہاں desiltation plantsبنائے گئے بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے ایک جیونی میں دولاکھ گیلن per day تیار کرنے کے لیے ایک پسنی میں وہ بھی دولاکھ کا ایک کاروات میں 20لاکھ per day گیلن صاف کرنے کا۔تو کاروات والا جو پلانٹ ہے ایک ارب روپے سے زیادہ وہاں خرچہ ہوامَیں نے اسمبلی کی جو ہماری پبلک اکاؤنٹس کمیٹی جناب اصغر ترین صاحب کی قیادت میں اُن کے ممبران ہیں اُن کوvisit بھی مَیں نے کروایا۔اُن کی حالت بہت بری تھی اِس کی مَیں نے ویڈیو بھی بنائی سی ایم صاحب کو بھی بھیجی تو وہاں پلانٹس بنائے گئے ہیں اربوں روپے خرچ ہوگئے ہیں بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے۔جیونی کی آپ حالت دیکھیں جناب اسپیکر! وہاں بلڈنگ تو بنائی اب تک اس میں کوئی مشین نہیں ہے پیسے release ہوگئے ہیں ماشاءاللہ ہڑپ کر لیے ہیں ظالموں نے ڈکار بھی نہیں ماری۔ پیسے ہڑپ کر لیے ہیں پلانٹ نہیں بنایا ہے اِسی طرح پسنی کا بالکل تیار ہے چلنے کے قابل ہے لیکن 2017ء سے لے کر آج تک نہیں چل رہا ہے۔پانی نہیں ہے ہمارے پاس پلانٹس موجود ہیں نہیں چل رہے ہیں۔اور کاروات میں اربوں روپے خرچ ہوگئے ہیں 20لاکھ گیلن per day اُنھوں نے تیار کرنا تھا20 گلاس پانی بھی ظالموں نے تیار نہیں کیا۔اربوں روپے خرچ ہوگئے یہ ہمارے بلوچستان کے عوام پر ظلم نہیں تو کیا ہے؟ یہ جو بڑے بڑے مگر مچھ ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ منسٹر P&D آپ کچھ کہیں گے اس پر؟ جی۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: جی ہاں مولانا صاحب کے بعد۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ جو تین ہیں ابھی گوادر میں اگر یہ فعال ہوتے بہتر ہوتے جیسے چائنا نے ہم پر احسان کیا چائنا نے ہمیں وہاں پورٹ کے اندر تحفہ دیا۔جس کو ہم چلانے کی کوشش کر رہے تھے دس دنوں سے بند ہے کہ ہمیں 5، 6 یا10 لاکھ گیلن وہاں سے ملیں گے۔ وہ ایک تحفہ ہے چائنا حکومت نے ہمیں دیا ہے لیکن جو ہم نے بنائے وہ تینوں نہیں چل رہے ہیں۔ وہ تینوں ناکام ہیں اربوں روپے خرچ ہوگئے ۔تو یہ ظہور صاحب کو بھی پتہ ہے۔تمام تفصیلات اُن کو پتہ ہے۔ یہ میری گزارش ہے سی ایم صاحب سے اِس کی شفاف تحقیقات ہونی چاہیے۔جیسے کہ چائنا میں کرپشن پر سزائے موت ہے ہم اِن کو سزائے موت نہیں دے سکتے تو ایک گھنٹے کے لیے تھانے میں تو بند کر دیں جنہوں نے کاروات کو، کاروات کا

پلانٹ، پسنی کا، جیونی کا جو ہڑپ کر کے ہم ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔ خود ارب پتی بن گئے ہمیں خوار و ذلیل کیا اِن مگر مچھوں کو تو ایک گھنٹے کے لیے جس نے جیونی کا بنایا جیونی تھانے میں بند ہو جائیں جیسے پسنی والا پسنی تھانے میں کاروات والا میرے گھر کا جو تھانہ ہے اُس میں ایک گھنٹہ تا کہ ہم خوش ہو جائیں کہ کم سے کم چھوڑ و ایک گھنٹے کے لیے بند تو ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک منسٹر P&D پلیز۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: شکریہ جناب اسپیکر! مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کی باتیں کسی حد تک درست ہیں۔ یہ جو کاروات کا یہ جو RO Plant ہے تقریباً وہ کوئی 2003ء یا 2004ء میں شروع ہو تھا اور اِس کی جو ٹیکنالوجی وہاں استعمال ہوئی ہے وہ بہت پرانی ہے۔ جس کے ذریعے اگر ہم پانی پیدا کریں تو cost بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ لیکن جو پچھلی گورنمنٹ تھی اُس نے اِسکو اُٹھا کر اِس کی ownership پبلک ہیلتھ کو دے دی۔ اب یہ determine نہیں ہو رہا ہے کہ وہ BDA کی پراپرٹی ہے یا پبلک ہیلتھ کی۔ چونکہ ایک بہت بڑی facility ہے جو بن چکی ہے۔ اِس کو ہم نے چلانا ہے۔ اُس پر میں سی ایم صاحب سے بھی گزارش کروں کہ ایک میٹنگ call کریں اور پہلے اُن کی ownership طے کریں اِس کے بعد اس کو چلانے کے لیے با قاعدہ طریقہ کار طے ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس مشینری اور اِس ٹیکنالوجی سے وہاں آپ سمندر سے پانی صاف کر کے لوگوں کو نہیں دے سکتے۔ ایک بوتل پانی آپ کو پتہ ہے تین چار روپے میں پڑ جاتی ہے یا زیادہ میں پڑے گی۔ تو مَیں سی ایم صاحب سے بات کرلوں گا اس کے متعلق جو بھی public interest میں ہوگا ہم اُس پر کارروائی کریں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، sorry ایک منٹ۔ جی چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی! آپ بھی میرے خیال میں گوادر گئے آپ بڑے دھوم دھام کے ساتھ پتہ نہیں کیا تھا بیچ میں۔ جی please۔ جی بتائیں آپ گئے تھے کیا ہوا۔

جناب اصغر خان ترین: جناب اسپیکر صاحب! ہم گئے تھے جیسے مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب بات کر رہے ہیں اِن کی بات بالکل بجا ہے درست ہے یہ پبلک ہیلتھ کی پراپرٹی ہے۔ ابھی وزیر موصوف صاحب فرما رہے تھے کہ یہ پبلک ہیلتھ کی ہے یا کسی اور کی ہے۔ نہیں یہ پبلک ہیلتھ کی پراپرٹی ہے۔ کروڑوں اربوں روپے کی مشینری ساحل سمندر کے ساتھ بے یار و مددگار پڑی تھی۔ اور مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب ہمیں لے گئے ہماری ٹیم کو انجینئر زمرک صاحب، رحمت صالح صاحب اور زابد ریکی صاحب تھے visit کیا وہاں کے جو ذمہ دار اشخاص تھے اُن کے ساتھ ہماری میٹنگ ہوئی۔ تو ہم نے یہ کہا کہ ہم اِس کا special audit کروائیں گے کوئٹہ پہنچ کر ہم نے جب اِس کی تفصیل دیکھی اور جب معلومات حاصل کی تو یہ کیس already نیب میں چل رہا ہے۔ جب نیب میں چل رہا ہے تو obviously پھر PAC اِس کو ہاتھ نہیں لگا سکتی ہے کیونکہ ایک process سے گزر چکا ہے۔ پھر مولانا صاحب ہمارے پاس تشریف

لے کر آئے اُنہوں نے کہا کہ یہ جو پلانٹ کا معاملہ ہے آپ special audit کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ تو مولانا صاحب سے ہم نے یہ گزارش کی ہم نے یہ چھان بین کی ہے یہ کیس نیب میں چل رہا ہے چونکہ نیب فیصلہ کرے گا تو اُس کے بعد ہم کریں گے۔

جناب اسپیکر: مطلب اِسی دوران آپ departmental Inquiry کوئی نہیں کر سکتے؟

جناب اصغر علی ترین: سر! نہیں، نہیں کر سکتے ہیں۔ اور اُس کی وجہ یہ ایک procedure ہے جب یہ آتا ہے PAC کے پاس۔ PAC جب اِس کو بھیجتی ہے جب نیب کے پاس یا CMIT کے پاس یا جہاں بھی، اُدھر سے جواب آجاتا ہے. Then you have to decide what to do or what not to do.

جناب اسپیکر: مطلب ایک چیز تو آپ نے clear کر دی ہے کہ یہ پبلک ہیلتھ کی پراپرٹی ہے۔

جناب اصغر علی ترین: سر! یہ پبلک ہیلتھ کی پراپرٹی ہے۔ بہت بڑی مشینری لگی ہوئی تھی اِسکو manage کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے یہ کیس نیب میں چل رہا ہے لیکن گورنمنٹ آف بلوچستان تو یہ کر سکتی ہے کہ اِسکو manage کرے اِس کو بروئے کار لے کر آئے پبلک کے لیے اِسکو facilitate کرے پبلک کو دے۔ لیکن اگر یہ کہنا کہ جی یہ اُس کی ہے یا اِس کی ہے یا نیب میں چل رہا ہے، یہ تو بری الذمہ ہونے والی بات ہے۔ تو مولانا صاحب جس چیز کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ ہم تائید کرتے ہیں اس بات کی۔ ظہور بلیدی صاحب سے گزارش ہے کہ kindly اِس کا نوٹس لیں۔ اِس کو start کروائیں۔ یا اِسی پلانٹ کو یہاں سے اُٹھا کر اور کہیں move کریں کسی اور suitable جگہ وہاں کریں پیسے اربوں روپے لے چکے ہیں ٹینڈر ہو چکا ہے سامان آچکا ہے آپ یقین جانیں آپ جائیں گے زیرو میٹر مشینری اور ہال بنے ہوئے پلانٹ لگا ہوا۔ بالکل item 100% پڑا ہوا ہے۔ لیکن اب start کون کرے گا؟ responsibility کون لے گا؟ اِس کو چلائے گا کون؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Please Order in the House.

جناب قائد حزب اختلاف: حاجی صاحب! آپ نے پورا کیا۔ ایک تو یہ ہے کہ جناب اسپیکر صاحب! آپ نے پانچ گھنٹے اسمبلی چلائی، آپکی گھڑی کے مطابق پونے آٹھ بج رہے ہیں۔ میرے خیال میں ٹائم کافی ہو گیا ہے۔ تو دوسری بات یہ ہے

جناب اسپیکر: نہیں اُدھر دیکھ لیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: میرے نزدیک یہ گھڑی ہے نہیں میرے نزدیک یہ گھڑی ہے اسکو دیکھ رہا ہوں تو جناب اسپیکر مولانا صاحب نے جو سوال اُٹھایا ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: ok ٹھیک ہے۔ JUI کی آج کل ویسے بھی timing out ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: یہ جو پلانٹ مشین اِنہوں نے لگائی ہے، یہ 2003ء میں انہوں نے لگائی ہے میرے خیال میں بائیس تیئیس سال اِس کو ہو چکے ہیں۔ مجھے ذرا سرکار یہ بتائے کہ چونکہ ظہور صاحب پہلے بھی گورنمنٹ میں تھے اُس سے پہلے بھی گورنمنٹ میں ابھی بھی گورنمنٹ میں ہیں ذرا یہ بتائیں کہ اِس مشین کو چلا لیتے تو کتنے پیسے خرچ ہو جاتے ؟ جو ابھی تک پانی پر 2003ء سے بائیس سال میں کوئی مجھے یہ بتا سکتا ہے کہ اِنہوں نے پانی کی مَد میں جو ٹینکروں سے لوگوں کو پانی سپلائی کیا ہے اُس میں کتنے پیسے آج تک خرچ کیئے اِنہوں نے؟ کچھ اِن کا اندازہ ہے؟ اربوں روپے اِنہوں نے خرچ کیئے۔

جناب اسپیکر: یہ پروجیکٹ کب کا ہے؟

جناب قائد حزب اختلاف: یہ 2003ء کا پروجیکٹ ہے جو تیار ہے۔ 2003ء سے، مجھے منسٹر صاحب ذرا یہ بتا دیں تکلیف کر لیں کہ ٹینکروں کی مَد میں کتنے پیسے گئے ہیں جو پبلک ہیلتھ نے دیئے جو BDA نے دیئے یا دوسرے محکموں نے خزانے میں کتنے، ہمارے وزیر خزانہ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ذرا یہ بتا دیں۔

جناب اسپیکر: Please Order in the House Honourable Members

جناب قائد حزب اختلاف: ذرا یہ بتا دیں اِنہوں نے کتنے ارب روپے ٹینکروں کی نذر کیے؟

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ Minister for P&D please

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: شکریہ جناب اسپیکر! ہمارے چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے بڑی اچھی بات کی ہے یہ معاملہ subjudice ہے۔ basically حکومت بلوچستان نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ گوادر میں جتنے بھی civic facilities ہیں یا utilities ہیں وہ تمام چیزوں کی ذمہ داری گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو دیں گے۔ اُس پر ایک in-principle فیصلہ ہو چکا ہے۔ جہاں تک گوادر کے پانی کا مسئلہ ہے اب وہاں ایک confusion ہے۔

جناب اسپیکر: اپنے منسٹر صاحب! ایک منٹ just to interrupt you یہ جو میڈیا والا سامنے کھڑا ہے، ہیلو ہیلو آپ کیا کر رہے ہیں؟ مَیں نے اِس سے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ کہ کسی آنریبل ممبر کے سامنے آپ جا کے نہیں کھڑے ہونگے پھر آپ اُدھر چلے گئے ہیں۔ This is very for the very last time. مَیں آپ کو warning دے رہا ہوں دوبارہ پھر آپ نے اِس طرح نہیں کرنا ہے۔ جی منسٹر! continue please۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: شکریہ جناب اسپیکر! اب گوادر میں کافی dams, reservoirs بن گئے ہیں 2002ء سے onward بنا ہے ہلک ڈیم بنا ہے، شادی کور ڈیم بنا ہے، اور مارہ میں بسول ڈیم بنا ہے۔ ابھی اِس مرتبہ آ کڑا ڈیم کی یہ ہو رہی ہے، جیونی میں وہ شیزانک ڈیم بن رہا ہے۔ تو گوادر کی جو existing requirements ہیں پانی کی، وہ کوئی 30 لاکھ گیلن ہے۔ لیکن تمام ڈیموں سے requirement سے زیادہ

پانی فراہم کیا جارہا ہے۔البتہ وہاں internal جو distribution ہے اُس کا مسئلہ ہے، بارشیں نہیں ہوئی ہے۔اِس کے علاوہ گورنمنٹ کوشش کر رہی ہے کہ RO plants کو وہ بہتر کریں۔جس طرح ایک کاروات والا پلانٹ ہے۔اسی طرح چائنیز نے 12 لاکھ گیلن کا جو ایک پلانٹ بنایا ہے وہاں، گوادر پورٹ کے اندر اور اُس سے بھی ہم شہر کو پانی دے سکتے ہیں۔اور جہاں تک ٹینکرز کی بات ہے تو اُس وقت ایک drought آیا تھا پانی کا crisis آیا تھا تو اُس وقت جو ہے گورنمنٹ نے arrangements کی اور ٹینکرز کے ذریعے لوگوں کو پانی دیا لیکن اُس وقت شادی کور، سواڑ، وہ connect نہیں تھے۔اب فیڈرل گورنمنٹ نے 11 بلین کی لاگت سے شادی کور اور سواڑ کو گوادر city کے ساتھ connect کیا ہے جو بڑی خوش آئند بات ہے اور وہاں سے لوگوں کا پانی کا مسائل حل ہوا ہے۔اِسی طرح آکڑا ڈیم وہ silt-up ہے اس مرتبہ حکومت بلوچستان نے دوارب اُس کے raising کے لیے ڈالے ہیں definitely اُس کی raising ہوگی تو آکڑا ڈیم کی بھی capacity بڑھ جائے گی۔اِسی طرح جیونی میں شیزانک ڈیم بن رہا ہے وہاں سے لوگوں کو بیس پچیس لاکھ گیلن پانی روزانہ کی بنیاد پر ملے گا۔جیونی کے پانی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔اور جیونی کو ہم آکڑا کے ساتھ connect کر رہے ہیں۔کام تیزی سے جاری ہے۔مولانا صاحب کو پتہ ہے تو یہ گوادر کے پانی کا جو مسئلہ ہے وہ war footing پر وہ حل ہو رہا ہے البتہ وہاں ایک اور confusion آئی تھی کہ جو ڈیم تھا وہ پراپرٹی تھی اریگیشن ڈیپارٹمنٹ تھی جو پائپ لائن تھی وہ پراپرٹی تھی پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی۔جو پانی کی تخصیص تھی وہ BDA کے پاس تھی۔اب ڈیپارٹمنٹس وہ آپس میں confuse ہو گئے تھے کہ کس نے یہ کام کرنا ہے۔تو اب سی ایم صاحب نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ گوادر میں جتنے بھی وہاں پانی کی جو سہولیات ہوں یا باقی سہولیات ہوں سب کی جو ذمہ داری ہے وہ گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس ہوگی۔جس طرح اسلام آباد میں CDA کا role ہے۔وہی role وہ GDA کا گوادر میں ہوگا۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔اچھا مولوی صاحب! اگر یوں کریں اگر آپ چاہتے ہیں تو۔جی ایک منٹ۔ایک منٹ۔mic on کر دیں۔جی اصغر صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: سر! اِسمیں ہم یہ کر سکتے ہیں جیسے مولانا صاحب کے یہ خدشات ہیں، ہاؤس کے پاس یہ اختیار ہے یہ right ہے کہ یہ PAC کو بھیج دیں اور within a month ساری رپورٹ ہاؤس کے سامنے پیش ہو، پھر جو ہاؤس فیصلہ کرے اُس کے مطابق وہ ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب اصغر علی ترین: سر! یہ ہاؤس کے پاس اختیار ہے۔اب time frame بھی دیں۔

جناب اسپیکر: چلو اِس طرح کرتے ہیں کہ PAC کی proceedings ہوئی ہے اور ڈیپارٹمنٹ سے

رپورٹ within a week منگواتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں سر! PAC کا تو وہ اُس سے پہلے ہوا تھا، اب جو fresh آپ detail مانگتے ہیں، اُس اِنفارمیشن کو بھی ہم include کریں گے plus نئی اِنفارمیشن بھی دیں گے۔

جناب اسپیکر: done۔

جناب اصغر علی ترین: جو رپورٹ ہے آپ کو table کریں گے آپ ہاؤس کے سامنے رکھیں۔ پھر جو ہاؤس فیصلہ کرے۔

جناب اسپیکر: ok,ok.

جناب اصغر علی ترین: آپ کو یہ رولنگ دینی پڑے گی۔

جناب اسپیکر: ok.۔مولوی صاحب ok۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: اچھا یہ تمام PHE department سے یہ جو گوادر کا clean drinking water کا جو issue ہے یہ جو project چل رہا ہے 2003ء سے اُن کی تمام detailed report within a week آپ طلب کریں۔

جناب اصغر علی ترین: one month Sir!

جناب اسپیکر: نہیں نہیں وہ رپورٹ تو آ جائے گی اُس میں۔تو ایک ماہ کس لئے؟ جی؟ نہیں ہم رپورٹ مانگ رہے ہیں۔ one month تو ہم نے کیا کرنا ہے۔ ہم نے، ایک ہفتے کے اندر رپورٹ آئیگی پھر اُس کے بعد study کریں گے آگے پھر جا کے جو بھی ہوگا۔within one week اُن سے یہ رپورٹ آپ طلب کریں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: Point of Public Importance. اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: thank you اسپیکر صاحب! میں آپ کی اور اِس ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کوئٹہ شہر کی طرف اور میری ایک suggestion بھی ہوگی اگر kindly آپ اِس چیئر پر بیٹھ کے اُسکے بارے میں رولنگ دے دیں۔کوئٹہ شہر اِس وقت مسائل کی آماء جگا بنا ہوا ہے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو کوئٹہ کے اندر نہ ہو۔تو میں آپ سے یہ request کرتی ہوں سر! جیسے اِس ہاؤس کو law and order پر، ہیلتھ اور ایجوکیشن پر briefing دی گئی ہے میں چاہوں گی کہ کوئٹہ کے سارے مسائل اُسی، اُس بریفنگ کے اندر ہم جتنے بھی ہمارے concerns ہیں، جتنے بھی ہمارے اِس کوئٹہ شہر کے مسائل ہیں اُن کو discuss کیا جائے۔تو آپ کی چیئر سے اگر ایک رولنگ چلی جائے کہ

گورنمنٹ اِس ہاؤس کو کوئٹہ سٹی کے بارے میں ایک بریفنگ کا اہتمام کرے۔تو اُس میں یہ ہوگا کہ ہمارے کوئٹہ شہر کے روڈز کے جو مسائل ہیں، صحت کے جو مسائل ہیں، پانی کے مسائل ہیں، آپ یقین کریں کوئٹہ شہر اِس وقت رہنے کے قابل نہیں رہا۔تو میری آپ سے گزارش ہوگی کہ kindly اِس شہر کو بہتر بنانے کے لیے، اِس کی اچھائی کے لیے، کیونکہ یہ صرف کوئٹہ سٹی میں رہنے والوں کا نہیں ہے یہ پورے بلوچستان کا چہرہ ہے۔capital ہے۔تو ہم سب نے مل کے اِس کو ٹھیک کرنا ہے۔کیسے ٹھیک کرنا ہے؟ اُس کے لیے آپ کو ایک special بریفنگ کرانی پڑے گی۔جس میں ہمارے جتنے بھی concerns ہیں اُن کو discuss کیا جائے۔جو یہاں وہ کہتے ہیں کام ہورہا ہے وہ تیز کیا جائے، لوگوں کو اُس کی پریشانی سے کیسے بچانا ہے تو یہ ساری چیزیں ہم اُس میں discuss کریں گے۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: یہ بہتر نہیں ہوگا میڈم! اگر آپ one by one ایک ایک subject کو لے لیتے اور اُس پر ایک question اُٹھاتی پھر اُس کی ہم تفصیلاً پھر detail وغیرہ تو منگوا کر پھر اُس پر نشست بھی کی جائے؟

محترمہ شاہدہ رؤف: سر! میری صرف یہ suggestion ہے کہ یہ ایک capital city ہے کوئٹہ سٹی ہے جس کو آپ بلوچستان کا capital کہتے ہیں۔میرا concern یہ ہے کہ ہم کوئی ایک شہر تو وہ بنالیں جو دُنیا کو دِکھائیں کہ ہم نے یہ کام کیا ہے۔آپ کوئٹہ سٹی already اپنی capacity سے بہت پھیل چکا ہے۔آبادی کا burden ہے۔ہم، یقین کریں کسی طرف بھی ہمارا کوئی دھیان نہیں ہے کہ ہم اِس شہر کو سنوارلیں۔اور اگلے آنے والے چند سال تو بہت دُور کی بات ہے یہ کچھ عرصے تک یہ رہنے کے قابل نہیں رہے گا۔تو kindly اِس کو جنگی بنیادوں پر address کیا جائے۔کام کیے جائیں میری رائے ہے باقی آپ جیسے مناسب سمجھیں کیونکہ اگر ہم individually لے کے چلیں گے تو وہ بڑا لمبا ہوجائیگا۔

جناب اسپیکر: کوئی suggest کریں آپ، کہ کیا کریں؟

محترمہ شاہدہ رؤف: میرا صرف یہ ہے کہ آپ اِس ہاؤس میں ایک بریفنگ کا اہتمام کریں۔اُس دن کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔کوئی ایجنڈا نہیں ہوگا۔specifically one point ایجنڈا، کہ کوئٹہ سٹی پر بریفنگ ہر لحاظ سے، چاہے وہ پانی ہے، یعنی department wise، ہر بندہ کوئٹہ سٹی کی بریفنگ دے گا۔اُس سے related ہمارے جو questions ہوں گے ہم اُن سے کریں گے۔

جناب اسپیکر: ok اِس کو discuss کرتے ہیں پھر ترتیب دیتے ہیں اِس کو انشاء اللہ۔جی حاجی محمد خان صاحب! مائیک آن کردیں محمد خان صاحب کا۔جی۔

حاجی محمد خان لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): شکریہ اسپیکر صاحب! مَیں ایوان کی توجہ ایک اہم issue پر لانا چاہتا ہوں خصوصاً QESCO اور ہمارے اِنرجی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے۔ہمارے ہاں

زمینداروں کا بہت بڑا issue ہے نصیر آباد میں، QESCO نے ہمارے زمینداروں کی بجلی کاٹنی شروع کر دی ہے جبکہ اِنرجی ڈیپارٹمنٹ نے ابھی تک اُنکو ٹیوب ویلوں کے حوالے سے payment نہیں کیا ہے۔ میرا حال واحوال ہوا چیف کیسکو صاحب سے، چیف کیسکو صاحب کہہ رہا ہے کہ زمینداروں کو payment ہو چکی ہے، پیسے اُن کے ٹیوب ویلوں کے۔۔۔

جناب اسپیکر: صحیح،صحیح Get back to your position please۔جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: مَیں نے چیف کیسکو سے کہا، اُنہوں نے کہا زمینداروں کو payment ہو چکی ہے ٹیوب ویلوں کے پیسے، اِنرجی ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ نہیں ابھی تک ہم نے پیسے نہیں دیئے ہیں کچھ حضرات رہتے ہیں ہمارے نصیر آباد اور جعفر آباد کے۔ ہم نے اُنکے لیے ایک summary move کی ہے سی ایم صاحب کو۔

جناب اسپیکر: یہ آپ کی PSDP میں scheme reflect تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: نہیں نہیں۔ یہ ہمارا جو اِنرجی ڈیپارٹمنٹ convert کر رہا ہے بجلی سے سولر پر۔

جناب اسپیکر: ok جو زرعی ٹیوب ویلز تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جی ہاں زرعی ٹیوب ویلز ہیں۔ اِس حوالے سے مَیں کہنا چاہتا ہوں۔ CEO صاحب کہتے ہیں کہ زمینداروں کو payment ہو چکی ہے لیکن اِنرجی ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے ہم نے سمری move کی ہے، وفاق نے اپنا share جو دیا تھا ہم نے دوسرے ڈسٹرکٹوں کو دے دیئے ہیں۔ ہمارے صوبے کا جو share رہ رہا ہے ہم اُن کی ایک سمری move کریں گے سی ایم صاحب کو جب پیسے ملیں گے تو ہم دے دیں گے اُن زمینداروں کو، لیکن اِس سے پہلے کیسکو زمینداروں کے جو ٹیوب ویلز ہیں یا جو لائن ہے اُسکو disconnect کر رہا ہے۔ مَیں نے کہا اِس وقت ہمارے ہاں چاول کی کاشت ہوئی ہے اور پھر ابھی گندم کا season آ رہا ہے۔ کم از کم آپ زمیندار کو payment کریں اس کے بعد بلاشک آپ اُس کے ٹیوب ویلوں کے جو کنکشن ہیں disconnect کر لیں۔ تو اس حوالے سے آپ مہربانی کر کے یہاں چیف کیسکو اور energy department کو یہاں بلائیں ہمیں بریفنگ دے دیں اس حوالے سے کہ کیا پوزیشن ہے۔

جناب اسپیکر: حاجی صاحب! یہ تو آپ کی cabinet کا issue ہے آپ کو cabinet میں اسکو discuss کرنا چاہیے تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: سر! cabinet میں مَیں نہیں ہوں میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں

اس لیے میں cabinet کا حصہ نہیں ہوں اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: اچھا آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: You are not part of cabinet?

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جی نہیں۔

جناب اسپیکر: ok, ok. ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: تو اس حوالے سے آپ مہربانی کر کے اِن کو یہاں بلائیں ہمیں بریفنگ دیں اس حوالے کہ آیا کہ کیس کو صحیح ہے یا energy department یہ ہمیں بتایا جائے۔

جناب اسپیکر: ok. یعنی دونوں کو بلایا جائے تا کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جی ہاں دونوں کو بلایا جائے۔

جناب اسپیکر: تو ایک suitable date دیکھتے ہیں کسی دن بلا لیتے ہیں اُن کو تقریباً۔جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! بس میں آپ کے دومنٹ لوں گا۔ یہاں ہاؤس میں mines and minerals کے حوالے سے بات ہوئی یقیناً یہ بڑا اہم issue ہے mines and minerals کا اور بڑا serious issue ہے۔اور یہ بڑا public related issue ہے۔آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ وہ ہاؤس ہے جہاں قانون سازی ہوتی ہے،لوگوں کے مسئلے حل ہوتے ہیں، اُن کے مسائل حل ہوتے ہیں۔اُس پر بات چیت ہوتی ہے۔عدالت کسی مسئلے کا حل نہیں ہے کہ بندہ عدالت جائے اور عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے۔ mines and minerals کے حوالے سے کافی حد تک consensus ہو چکی ہیں کافی حد تک جب last meeting ہماری CM secretariat میں ہوئی جس میں تمام پارٹیاں اسمبلی میں وجود رکھتی ہیں گورنمنٹ بشمول اپوزیشن بشمول mines mineral owners یعنی اُس میں جو نکات تھے کافی حد تک نکات پر اتفاق رائے ہو گیا تھا۔ چند نکات جس پر mines and minerals owners کو بھی خدشات تھے جو mines کے owners جو کام کرتے ہیں اُن کو بھی خدشات تھے پبلک کو بھی خدشات ہیں قبائل کو بھی خدشات ہیں اور اس ہاؤس کو بھی خدشات ہیں۔تو یہ بڑی ایک خوش آئند بات ہے جو چیف منسٹر صاحب نے کی ہے کہ وہ پارٹیاں جو اسمبلی میں وجود رکھتی ہیں وہ بھی، جو وجود نہیں رکھتی ہیں وہ بھی اور plus mines and mineral owners بیٹھ جاتے ہیں اس پر بات ہو جاتی ہے جناب اسپیکر صاحب! ایک بہت بڑی سرمایہ کاری بلوچستان میں ہونے جارہی ہے اللہ کرے کہ ہو لیکن اس کا benefit پہلے بلوچستان کے عوام کو ملنا چاہیے، بلوچستان گورنمنٹ کو ملنا چاہیے جن کی زمینیں ہیں جو اس پر آباد ہیں اُن کو

ملنا چاہیے۔اوراُن کوکسی طرح سے بھی ہم نظرانداز نہیں کرسکتے ہیں۔نظرانداز کریں گے مسئلے مسائل ہونگے۔اگر بیٹھ کے consensus کے ساتھ ایک باہمی تعاون کے ساتھ جیسے ابھی سی ایم سرفراز بگٹی صاحب نے کہا کہ بیٹھنے کوتیار ہیں۔ایک دفعہ نہیں آپ بار بار بیٹھیں دس بار بیٹھیں قانون سازی ایک دفعہ نہیں ہوتی بار بار کریں لیکن کسی ایسے stage تک جائیں جو پبلک کوبھی فائدہ ہو مائنز آنرز والوں کوبھی فائدہ ہوقبائل کوبھی فائدہ ہوجن کی زمینیں ہیں اُن کوبھی فائدہ ہو۔ایسا نہ ہوکہ یہ کسی اورطرف جائے اگر ایک positive کردارحکومت کوبھی ادا کرنا چاہیےاپوزیشن کوبھی ادا کرنا چاہیے جو سیاسی پارٹیاں ہیں اُن کوبھی ادا کرنا چاہیےتا کہ سرمایہ کاری آئے اورگورنمنٹ اور بلوچستان کوحکومت کو پبلک کوقبائل کواس کا فائدہ ہوتو یہ میر یونس عزیز زہری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اِن کوزیادہ دلچسپی لینی چاہیے۔تمام جوسیاسی پارٹیاں ہیں جن کی وجوداس اسمبلی میں نہیں ہےاُن کوبھی on borad لیں اورگورنمنٹ سے بات کریں بٹھائیں میرانہیں خیال کے پھراس میں کوئی مسئلہ پیدا ہوگا انشاءاللہ یہ بہتری کی طرف جائے گا۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: ملک نعیم بازئی۔

ملک نعیم خان بازئی: شکریہ۔ابھی شاہدہ رؤف صاحبہ نے جو بات کی کوئٹہ کے حوالے سے پانی کے مسئلے پر، یقیناً اِس علاقے میں بہت مشکلات ہیں اور لوگ تنگ ہیں اور پانی کا بل بھی جمع نہیں کررہے ہیں PHEوالے اور واساوالےلوگوں سے لے رہے ہیں25ہزار30ہزاراور اِن کی جلدازجلد ایک میٹنگ بلالیں تاکہ اِن لوگوں کا مسئلہ حل ہوجائے۔اگر PHEاور واسا ایک مہینہ مجھے دے دیں اگر میں نے سارے کوئٹہ کا پانی بحال نہیں کیا تو پھر میرا نام نعیم بازئی نہیں ہے۔سر! یقیناً آپ کوئی تجویز دے دیں۔سرآپ کیوں خاموش ہیں۔آپ بھی اسی علاقے کے ہیں تو یہ سیکرٹری لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اورسارے منسٹرلوگ ہیں یہ سارے اسی علاقے کے ہیں۔کوئٹہ شہر کی آبادی بڑھ گئی ہے،ہمیں یہ مسئلہ جنگی بنیادوں پرحل کرنا ہے۔یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔جی جناب اسفندیار صاحب۔

جناب اسفندیار خان کاکڑ (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ وڈویلپمنٹ): بہت شکریہ جناب اسپیکر! کچھ دیر پہلے اس پرسی ایم صاحب نے بات کی ہے،اصغر ترین نے بھی بات کی ہے mines and minerals کے حوالے سے۔اِس پرمزید کام ہوگا بیٹھیں گے، وہ تو بعد کی بات ہے لیکن اس وقت ہمارے کچھ علاقوں کا ژوب،قلعہ عبداللہ،پشین اورقلعہ سیف اللہ کے اکثر علاقوں میں اسکے tender بھی ہو چکے ہیں exploration کے۔تو اِس حوالے سے میں اِس فلور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک اس کے tenders کومنسوخ کیا جائے جب تک کہ ہم ایک مکمل mechanism نہیں بنالیتے۔میرے خیال میں سر! یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: thank you. اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 05 ستمبر 2025ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 4:50 بجے اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆